

# نقطہِ نظر

منیر ساقی

## جعلی ڈگریاں، چربے، اور نقائی

ہمیں یقین ہے کہ آپ گزشتہ کئی مہینوں سے پاکستان سے آنے والی ایسی خبروں سے آگاہ ہوں گے کہ وہاں کم از کم پچاس اراکین اسمبلی کو اس لیئے نااہل قرار دے دیا گیا کہ انہوں نے انتخابات کی دستاویز جمع کراتے وقت جعلی تعلیمی اسناد فراہم کی تھیں۔ تازہ خبروں کے مطابق یہ امکان ہے کہ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کے میتوں

امیدواروں کو جعلی اسناد فراہم کرنے کی بنیاد پر نااہل قرار دے دیا جائے گا۔ لیکن اس سے قبل کہ آپ صرف پاکستانی سیاست دانوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں، بہتر ہے کہ آپ آئندہ سطور کو بھی مدد نظر رکھیں۔ اس سے آپ کو جعلی اسناد، چربے، اور نقائی کے قبضے معاملہ کو عالمی تناظر میں دیکھنے کا موقع ملے گا۔ پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ بد کرداری دنیا بھر میں صرف سیاستدان ہی نہیں کرتے بلکہ اس حمام میں یہاں سے ہاں تک سب نگے ہیں، جن میں ادیب، شاعر، ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، پیشہ ور، عالمی حکومتی عہدیدار سب شامل ہیں۔ اور یہ طاعون محاورہ کی زبان میں چار دا گل عالم تک پھیلا ہوا ہے۔

گزشتہ ماہ سعودی عرب سے آنے والی خبروں کے مطابق، وہاں کم از کم پندرہ ہزار افراد جعلی سندوں کی بنیاد پر افراد جعلی شعبوں میں عالمی ملازمتوں پر فائز ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس معاملہ کے ڈائل سے سعودی عرب کی شاہی مجلس شوریٰ تک پہنچتے ہیں۔ حال ہی میں وہاں سے ایک ایسے عربی نژاد غیر ملکی کے فرار کی خبر بھی آئی ہے جو تحدہ عرب امارات کے کسی ملک میں بقول شخصے جعلی ڈگریوں کا چھپا پختا ہے بیٹھا تھا، اور ہر جعلی سند ہزاروں سعودی ریالوں میں فروخت کر رہا تھا۔ ہمارے قاریب میں سے جو لوگ سعودی شہر جدہ میں رہ چکے ہوں گی انہیں بُنیٰ مالک، کی بستی یاد ہو گی جہاں سے جعلی ڈاریئُونگ لائنس، سعودی عرب میں رہنے کے اجازت نامے (اقامے)، اور دیگر جعلی اسناد بے آسانی مل جاتی تھیں۔ اس ٹھمن میں اکثر پاکستانی اور صومالی نژاد افراد اس کاروبار میں ملوث ہونے کی بنیاد پر سزا بھی پاتے تھے۔

اب سے چند سال قبل خود ہمارے کینیڈا کے بڑے اخبار، ٹورنوٹ اسٹار نے ایک تفتیشی تحقیقی خبر شائع کی تھی جس کے مطابق کینیڈا کی کئی جامعات، حاس سر کاری اداروں، اور دیگر شعبوں میں کئی لوگ جعلی اسناد فراہم کرنے کے ملزم قرار پائے۔ ان میں سے کئی کونہ صرف ملازمتوں سے ہاتھ دھونے پڑے بلکہ معاشرہ میں بھی سخت بدنامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے نام سیاہ فہرستوں میں درج کر دیئے گئے تاکہ وہ پھر کبھی کہیں بھی ملازمت نہ کر پائیں۔ ان تحقیقات میں یہ بھی پتہ چلا کہ امریکی ریاست واشنگٹن کے ایک گروہ نے ایک سو بیس سے زیادہ جعلی تعلیمی ادارے بنا رکھے تھے اور وہ دنیا کے سو سے زیادہ ملکوں میں جعلی اسناد فروخت کر رہے تھے۔ جب اس گروہ کے آٹھ سر غنہ گرفتار ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ اس ٹھمن میں ستر لاکھ ڈالر سے زائد آمدی بنا رکھے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جعلی اسناد کے کاروبار میں ایک کھرب ڈالر یعنی سو کھرب سے زائد روپوں کی سالانہ آمدی ہوتی ہے۔

مغربی ممالک میں جہاں جعلی اسناد پر گہری نظر رکھی جاتی ہے اور اس کے تدارک کی کوششیں ہوتی ہیں۔ مدارس اور جامعات میں نقائی، اور ادب اور صحافت میں سرقہ اور چربہ کے معاملات پر بھی نہ صرف یہ کہ تشویں ہوتی ہے بلکہ ان معاملات میں ملوث افراد کو بے حری سے بے ناقاب کیا جاتا ہے۔ ابھی حال ہی میں کینیڈا کے ایک بڑے اخبار، گلوب اینڈ میل، کی کالم نویس مارگریٹ وینٹھے پر چربہ کا الزام لگا اور اسے برسر عام معافی مانگنا پڑی۔ چند ماہ پہلے کینیڈا کے اسکولوں کے سب سے بڑے ادارے ٹورنوٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ڈائریکٹر کرس اسپینس، کو اپنے عہدے سے استعفی دینا پڑا جب یہ پتہ چلا کہ اس نے کچھ اخباری مضامین میں چربہ شدہ مادہ استعمال کیا تھا۔ اس ڈسٹرکٹ بورڈ کے ڈائریکٹر کرس اسپینس کے ساتھ برسیر عام معافی بھی مانگنا پڑی اور اس نے اپنے اس جرم کا شرمندگی کے ساتھ اقرار بھی کیا۔ گزشتہ برس معروف عالمی تبصرہ نگار "فریدز کریا" کو عالمی جریدہ "ٹائم" اور معروف ٹیلی ویژن اسٹیشن "سی این این" سے چربہ کے الزام میں ایک ماہ کے لیے معطل کیا گیا اور بعد ازاں فریدز کریا کو سخت شرمندگی کے ساتھ اپنے چربہ کا اقرار کرتے ہوئے معافی مانگنا پڑی۔ امریکہ کے موجودہ نائب صدر جو باہمی ڈپارٹمنٹ کے لئے معطل کیا گیا اور بعد ازاں فریدز کریا کی تعلیم کے دوران چربہ کیا تھا جس کے نتیجے میں انہیں امتحان میں ناکام قرار دیا گیا تھا۔ اس الزام کی بنیاد پر انہیں صدارتی امیدواری ترک کرنا پڑی تھی، اور انہوں نے بھی معافی مانگی تھی۔

اگر ہم ادبی اور صحافتی معاملات پر نظر ڈالیں تو آپ کو ”ادب میں سرقہ“ اور ”ادب میں چربہ“ کی اصطلاحات اور مباحث نظر آئیں گی۔ اردو ادب اور صحافت میں بھی ان معاملات پر مسلسل مباحث ہوتی ہیں اور اوراد یہوں، شاعروں کو سرقہ اور چربہ کے اجزاء کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی میں تو ارڈ کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔ یہاں بہتر ہے کہ ہم ان اصطلاحات کو سمجھیں اور بات کو آگے بڑھائیں۔

سرقة کی اصطلاح جب استعمال ہوتی ہے کہ جب کسی ادیب، شاعر، یا مصنف نے کسی اور ادیب یا شاعر کی تحریر میں و عن اپنے نام سے پیش کر دی ہو۔ سرقہ کرنے والا شاعر یا دایب اس حقیقت سے بالکل بیگانہ ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ صاحبانِ ذوق بلکہ بسا اوقات عام قارئین، سامعین، اور ناظرین، اس کے سرقہ سے واقف ہیں۔ کئی بار تو اس قسم کے سارق کو ٹوک دیا جاتا ہے لیکن آثر اوقات یہ سرقہ عام طور پر قبول کر لیا جاتا ہے اور صاحبانِ ذوق اپنا کالیجہ پکڑ کر رہ جاتے ہیں۔

چربہ کی اصطلاح جب استعمال ہوتی ہے جب کوئی لکھنے والا اپنی تحریر میں کسی اور کی تحریر بلا حوالہ شامل کر دے، اور پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ اسی مصنف کی تحریر ہے جس نے یہ کام بلا حوالہ کیا ہے۔ ادبی روایتوں کے مطابق چربہ کے الزام یا شہر سے بچنے کے لیئے یہ لازم ہوتا ہے کہ لکھنے والے ہمیشہ کسی اور کی تحریر کو استعمال کرتے وقت اس کا یا تو حوالے میں اقرار کریں، یا کسی اور تحریر کو وادیں میں (”---“)، یا تو سین (-----) میں لکھیں۔ اس سے بھی بہتر ہے کہ اپنی تحریر کے ذیل میں مکمل حوالہ فراہم کریں۔

تو ارڈ کی اصطلاح جب استعمال ہوتی ہے کہ جب کسی ادیب یا لکھنے والے کا مضمون، ترکیب، یا اصطلاح اس طرح استعمال ہو کہ یوں لگ کر ”شاید“ ایسا ہی کسی اور بھی نے کیا ہے۔ یہ ایک عجیب قسم کا قدرتی عمل ہے اور کئی بار بار بڑے بڑے لکھنے والوں کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔ ایسا عموماً قبول کیا جاتا ہے کیونکہ اسے انسان کے کائناتی لاشور کا فطری عمل اور نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسا عموماً ان لکھنے والوں کے ہاں ہوتا ہے جن کا مطالعہ و سعی ہوتا ہے اور ان کی تحریر میں سابقہ تحریروں کی بالواسطہ جھلک دکھائی دیتی ہے۔ دیانت دار ادیب ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ وہ جہاں تک ہو سکتے حتی الامکان تو ارادے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ گواہی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن ان کی صرف یہ کہ انہیں نہ صرف اپنے ہم عصروں میں بلکہ ادب کی تاریخ میں ممتاز کر دیتی ہے۔

ادب میں تحریر پر کسی اور کے اثر کا معاملہ بھی بہت اہم ہے۔ دنیا کی ہر زبان کے ادب میں یہ معاملہ موجود ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی لکھنے والے اپنے سے بہتر ادیب سے متناثر ہوا اور اس کے زیر اثر اپنی تحریر لکھے۔ کوئی بھی اچھا لکھنے والا اس اثر پذیری کے تناوے سے گزرتا بھی ہے، اور اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے تاکہ اس کی تحریر خود اپنے قدموں پر مضبوط کھڑی دکھائی دے۔

اب سے پہلے کی سطور میں بیان کردہ جعلی ڈگریوں، سرقہ، اور چربہ کا استعمال اس لیئے کیا جاتا ہے کہ ان کی بنیاد پر انسان معاشی، سماجی، اور سیاسی فائدے اور اپنے ہم عصروں میں امتیاز حاصل کر سکے۔ بہت سے ادیب اور شاعر خود کو ادیبِ عظم اور شاعرِ عظم کے طور پر پہنچانے جانے کے شوق میں یہ سب کام کرتے ہیں۔ اس موضوع پر ممتاز مزاجیہ شاعر دلائل و فکار کی اعظم شاعر اعظم، پیش کی جاسکتی ہے۔ یہاں اس کی طوالت اس کو مکمل طور پیش کرنے میں مانع ہے ممکن ہے تو اسے پڑھ لیں۔

قدستی سے جعلی ڈگریوں، سرقہ، اور چربہ کا استعمال اس قدر عام ہے کہ ہم میں سے اکثر اس معاملہ میں احتیاط کھوچکے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہماری نظر سے انہیں پر ایک تحریر گز ری جس میں کینیڈا کی ایک اردو مصنفوں کو پاکستان کی کسی جامعہ یا کالج سے ”ایم اے، انگریزی“، کی ڈگری کی حاملہ قرار دیا گیا تھا۔ ہم نے بعد اشتیاق اس ادارے کی ویب سائٹ کا مطالعہ کیا تاکہ ہمارے جی میں ان ادیب کی قدر اور بڑھ جائے۔ ہمارا کالجہ اس وقت شش ہو گیا جب یہ پتہ چلا کہ وہ ادارہ تو اس قسم کی کوئی ڈگری یا سند جاری نہیں کرتا۔ ناطقہ سرگرد بیباں ہے اسے کیا کہیے۔

ہم نے اب تک یہ سمجھا نے کی کوشش کی ہے کہ ڈگریوں کی جعل سازی، سرقہ، یا چربہ، ساری دنیا میں ایک برائی کے طور پر عام ہے۔ اگر ایسا دنیا میں ہے کہ ہم اس کو بہانے کے طور پر استعمال کریں، اور اپنے ہم عصروں اور دوستوں کو متنازع کرنے کے لیئے اس عمل کو خوب بھی اپنالیں۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قارئین اور سامعین ہوشیار لوگ ہیں۔ ان کے سامنے کچھ بھی پیش کرتے ہوئے احتیاط کے تقاضے بہت سخت ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم میں سے کئی ادیب اور شاعر بہت محظی ہیں، جو نہیں ہیں انہیں اس پر دھیان دینا چاہیئے۔ مانو نہ ما نوجان جہاں اختیار ہے۔